حالاتِ دارُالعلوم دیوبند

سنہ ۱۳۸۶ھ

حسب ہدایت

حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مہتمم دار العلوم دیوبند

شائع کردہ

دفتر اہتمام دار العلوم دیوبند

(مطبوعہ [illegible] دیوبند)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سنوی احوال وکوائف

دار العلوم دیوبند

بابت ۱۳۸۶ھ

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ۔ امّا بعد۔ الحمد للہ دار العلوم کی عمر کا ۱۰۴ واں سال ۱۳۸۶ھ میں پورا ہو گیا۔ اس سال حوادث میں سب سے زیادہ تکلیف دہ حادثہ رجب ۱۳۸۶ھ کا ہنگامہ تھا جس کے نتیجہ میں "فتنۂ اسٹرائیک" رونما ہوا جس میں طلبہ کے ایک مخصوص گروہ کی طرف سے مختلف قسم کی بدعنوانیاں رونما ہوئیں۔ دار العلوم کو اُن سے ایک بڑا دھکا لگا۔ گو میں ابتک اس یقین پر ہوں کہ طلبہ اس میں اصلی نہیں ہیں اُنہیں ورغلانے کی مستقل مساعی ہیں جو کام میں لائی جاتی ہیں تاہم سامنے طلبہ آجاتے ہیں تو کارروائی اُن ہی پر کیجاتی ہے۔ اس سلسلہ میں جو کچھ ہوا اور جس کی مفصل رپورٹ مجلس شوریٰ شعبان ۱۳۸۶ھ میں پیش کیجا چکی ہے مہتمم کے بیان اور مجلس شوریٰ کے فیصلہ سے سنجیدہ طبقہ مطمئن ہو گیا اور چند مخصوص اخبارات کے سوا عام اخبارات نے پروپیگنڈہ ختم کر دیا اور یہی لکھکر ختم کیا کہ یہ بیانات حرفِ آخر ہیں۔ لیکن ہنگامہ پسند گروہ کو اُس سے

تسلی نہیں ہوئی اور نہ ہو سکتی ہے۔ اسلئے اُس نے فتنہ کا سلسلہ قائم رکھا۔ گو اس فتنہ میں نہ اصولی طور سے پہلے کوئی جان تھی نہ اب ہے، اور نہ ہی اُس کی کوئی سنجیدہ بنیاد ہے۔ لیکن فتنہ کا سلسلہ اس کا محتاج نہیں ہوتا ورنہ اُسے فتنہ نہ کہا جائے۔ اسلئے فتنہ انگیزوں نے اُسے قائم رکھا۔ جبکہ ہر موڑ پر اُس کا کھوکھلا پن بھی سامنے آتا رہا۔

ابتداء میں فتنہ پرور افراد نے دار العلوم پر مجلس مشاورت اور اُس کے جلسہ کو سپوٹ کرنے کا الزام قائم کیا لیکن یہ جھوٹ جلد ہی کھل گیا اور اُس میں اُنہیں ناکامی ہوئی۔

دوسرے مرحلہ میں جلسۂ مشاورت میں لاؤڈ اسپیکر اور دوسرے سامانوں کے استعمال کا قضیہ کھڑا کیا گیا۔ لیکن یہ جھوٹ بھی جلد ہی کھل گیا۔ اور اُسے دوبارہ ناکامی ہوئی۔

پھر تعلیمی اور انتظامی مقاطعہ (بجز مطبخ کی روٹی کے) بہت زور سے اُٹھایا گیا۔ اور اُسکے ذریعہ کچھ مقاصد منوانے چاہے لیکن وہ بھی چار دن سے زیادہ نہیں چلا اور مقاصد پورے نہیں ہو سکے۔

پھر اخبارات میں طلبہ کی مظلومی کی داستان کی مہم چلائی گئی تاکہ عام جذبات کو دار العلوم کے خلاف اُبھارا جا سکے لیکن ملک کے سنجیدہ طبقہ نے اس کا بھی کوئی خاص اثر نہیں لیا۔

پھر شوّال میں اخراجِ طلبہ کے موقعہ پر اس گروہ نے دوبارہ ہنگامہ مچانا چاہا اور طلبہ کو اُبھارنے کی کافی سعی کی مگر ناکام رہا۔

پھر بعض مخرج طلبہ نے حجروں کو خالی کرنے سے صاف انکار کرتے ہوئے دار العلوم میں اسلئے قیام ضروری سمجھا کہ بتدریج طلبہ کو اُکسایا جاتا رہے اور اُن میں انتشار قائم رکھا جائے۔ لیکن عام طور سے طلبہ نے اُن کی پہلی شرارتوں کا حوالہ دے کر اُن کا اثر قبول نہیں کیا۔ اور یہ گروہ اس میں بھی ناکام رہا۔

پھر کچھ سنجیدہ مراسلوں کا سلسلہ شروع ہوا جو مختلف جگہوں سے بھجوائے گئے لیکن اُن کے سنجیدہ اور مبنی بر واقعات جوابات دیئے گئے تو یہ سلسلہ بھی آگے نہیں بڑھ سکا۔

پھر مہتمم اور صدر مدرس کے خلاف پوسٹر بازی شروع ہوئی اور اُن میں مغلظات کے علاوہ

طرح طرح کی دھمکیاں دی گئیں لیکن سکوت وصبر سے اُس کا جواب دیا گیا۔ اور یہ سلسلہ بھی ختم ہوا۔

پھر سیاسی رنگ سے خصوصیت کے ساتھ مہتمم کو قوم پرستی کے جذبات کا مخالف ظاہر کرکے گویا گورنمنٹ کو اُسکے خلاف بدظن کرنے کی سعی کی گئی۔ اور یہ سلسلہ اوپر تک پہونچاتے ہوئے حضرت مولانا حافظ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ مہتمم خامس دار العلوم کے خطاب شمس العلماء کی بحث بھی چھیڑی گئی اور اُسی ذیل میں حضرت نانوتوی رحمہ اللہ کے بانی ہونے کا مسئلہ زیر بحث لایا گیا۔ گویا مورثِ اعلیٰ سے مختلف النوع مطاعن کا دروازہ کھولا گیا۔ مگر اس سے سنجیدہ طبقہ نے اس گروہ کے خلاف اثر لیا۔

پھر مہتمم دار العلوم پر خویش پروری کا الزام قائم کرتے ہوئے باشندگانِ دیوبند میں سے ایک کثیر حصّہ کو کھینچ تان کر کسی نہ کسی سلسلہ سے مہتمم کا عزیز ظاہر کیا گیا۔ تاکہ اُن کی ملازمت کی بنا اس عزیزداری اور خویش پروری کو ظاہر کیا جاسکے۔ گو اُن میں ایسے افراد کے اسماء غالباً اس لئے چھوڑ دیئے گئے ہیں جو مہتمم کے عزیز تو ہیں مگر تعلق دوسرے گروہ سے رکھتے ہیں۔ یہ فرسودہ اعتراض نیا نہیں بلکہ اس دار العلوم کے ابتدائی قرن ہی سے چلا آرہا ہے۔ سب سے اول حضرت مولانا ذو الفقار علی صاحب اور حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب رحمہما اللہ پر بھی یہی اعتراضات کئے گئے تھے اور جواب ملنے پر معترضین کو خاموش ہو جانا پڑا لیکن اس مرتبہ ابھی تک اس کا جواب بھی سکوت ہی سے دیا گیا ہے۔

اور اب آخر کار یہ گروہ ابنائے قدیم کی تنظیم کی آڑ لیکر نظم دار العلوم میں مداخلت کیلئے کھڑا ہوا ہے۔ لیکن اُس میں بھی ناکام ہے اور آئندہ بھی کامیاب نہیں ہو سکتا کیونکہ فضلائے دار العلوم بکثرت اہلِ مدارس ہیں۔ مدرسہ دیوبند میں مداخلت کل کو اُن کے مدارس میں بھی مداخلت کا پیش خیمہ بن سکتی ہے۔ نیز یہ تمام کی سعی بھی اُس وقت تک ہے جب تک کہ دار العلوم ذمہ دارانہ طریق پر خود اپنے فضلاء کو آواز نہیں دیتا۔ اُس کی آواز یقیناً غیر ذمہ داروں کی آواز سے وزنی ہوگی۔

اور بہت سے اہلِ مدارس جو ان حرکات کو نازیبا خیال کئے ہوئے ہیں سکوت توڑ دیں گے۔

حیرت ہے کہ کہاں مجلسِ مشاورت کا جلسہ و اسٹرائک اور کہاں نظامِ دار العلوم کا کھوکھلا پن، خاندانی جھگڑے، قوم پرستی کے قضیئے، خویش پروری کے افسانے وغیرہ۔ گویا اگر یہ مشاورت کا جلسہ نہ ہوتا اور اسٹرائک ناکام نہ ہوتی تو ان میں سے ایک داستان بھی سامنے نہ آتی۔

اس سے صاف واضح ہے کہ اس گروہ کے سامنے کسی بنیادی تعمیری یا واقعی اصلاح کا کوئی اصولی پروگرام نہیں جسے وہ سنجیدہ انداز میں ذمہ داروں کے سامنے رکھے۔ بلکہ معاملات کی رفتار سے جو بات سامنے آتی رہی اُسی پر طبع آزمائی ہوتی رہی اور وہی نصب العین میں داخل ہوتی رہی۔ یا زیادہ سے زیادہ مثبت اور منفی انداز میں کچھ اشخاص اس گروہ کے سامنے ہیں جن کے لئے یہ سارے قضیئے کھڑے کئے گئے ہیں۔ اس اشتہار سے اہتدار کا نشان واضح ہے، کہ یہ سارے جھگڑے ان ہی امور کے سامنے لانے کے لئے کھڑے کئے گئے تھے لیکن میں یقین رکھتا ہوں کہ دار العلوم کا کارخانہ بحمد اللہ دیانت پر چل رہا ہے خیانتوں پر مبنی نہیں ہے۔ بشری فروگذاشت، عمل کی غلطی ہر وقت ہر فرد بشر سے ممکن ہے۔ اور کوئی بھی بشری کارخانہ اس سے بری نہیں ہو سکتا۔ نہ یہ بری ہے بلکہ ممکن ہے کہ نکتہ چیں گروہ اس کا زیادہ شکار ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ اُسکی پردہ پوشی اس اقدام میں مضمر ہو۔ تاکہ ان افراد میں اولجھکر دوسروں کی طرف دھیان نہ جائے۔ تاہم مجلس کو حق ہے کہ کوئی اعتراض کرے یا نہ کرے وہ واقعی یا ممکنہ فروگذاشتوں کو سامنے رکھکر اصلاحی قدم اُٹھائے جیسا کہ وہ ہمیشہ اُٹھاتی رہی ہے۔ اور دفاتر کے طرزِ عمل میں کتنی ہی اصلاحی تبدیلیاں ہوتی رہی ہیں جو کسی کے اعتراض کرنے نہ کرنے پر نہیں بلکہ خود اُسکی اپنی تحقیق پر ہوئیں اور اب بھی ہونگی۔ اور وہ ان امور کی بھی بطور خود چھان بین کر کے از خود ایک رائے قائم کرے۔ لیکن یہ روش ادارہ کے لئے مضرت رساں ہے کہ ہر کس و ناکس کی معترضانہ اور جذباتی تحریریں مجلس کے وقت آتی رہیں اور مجلس کا

وقت مشغول کرتی رہیں۔ اور وہ بھی اس انداز کی جن سے یہ تاثر دیا جاتا ہو کہ دارالعلوم کی کوئی کل ہی سیدھی نہیں بلکہ اُس کا ہر شعبہ خیانتوں اور بدعنوانیوں کا مرکز بنا ہوا ہے۔ اس قسم کے اعتراضات کم وبیش اس گروہ کی طرف سے بعض اخبارات میں بھی بذیل مراسلات آچکے ہیں۔ ان میں جہانتک ذاتیاتی حملوں کا تعلق ہے اُن کا جواب تو سکوت وصبر کے سوا دوسرا نہیں۔ لیکن جہانتک دارالعلوم کی "تاریخ کو مسخ کرنے" کا تعلق ہے خواہ وہ نظام سے متعلق ہو یا اشخاصِ نظم سے اور خواہ وہ پچھلوں سے متعلق ہو یا اگلوں سے، اُن میں سکوت مضر ہوگا۔ کل کو یہی جذباتی غلط بیانیاں "تاریخ" بن جائیں گی جس سے آنے والی نسلیں شکوک وشبہات یا بدظنیوں کا شکار ہونگی اور وہ اِن ہی کو اصل واقعات باور کرینگی۔ اسلئے ضروری ہے کہ اس قسم کے تمام "تاریخی مطاعن" کا دفاع کیا جائے۔ اور واقعاتی انداز میں اُن کا جواب منظرِ عام پر آئے۔ اس قسم کے سارے سوالات کو سامنے رکھکر صحیح واقعات مرتب کئے جائیں اور سنجیدہ انداز میں مرقعہ بموقعہ ان کی اشاعت کیجائے۔ جیساکہ دارالعلوم کی اس ایک صدی میں اِس قسم کے مطاعن اور تخریبی کارروائیوں کا بکرّات ومرّات ظہور ہوا لیکن اُنہیں بلاجواب نہیں چھوڑا گیا۔ تو آج بزرگانِ سلف کی جوابی تحریریں جو ریکارڈ میں محفوظ ہیں ہم لوگوں کے لئے نہ صرف مشعلِ راہ ہی بنیں بلکہ اُن کے ذریعہ کتنے ہی اصل واقعات سے پردہ بھی اُٹھ گیا۔

اِس یادداشت کے بعد سال بھر کی مختصر روداد، عام حالات اور شعبہ جات کی کارگذاری پیش ہے۔ ہنگامہ رجب ۱۳۸۶ھ کے سلسلہ میں مجلسِ شوریٰ شعبان ۱۳۸۶ھ اور صفر ۱۳۸۷ھ کی تجویزیں آخر میں درج ہیں۔

عام احوال وکوائف

واردین وصادرین

افغانستان کے مشہور شاعر وادیب جناب محمد ابراہیم خلیل صاحب۔ جناب مائل ہروی صاحب اور جناب سید محمود صاحب فارانی ۲۴ فروری ۱۹۶۶ء کو دار العلوم میں پہونچے۔ مہمان خانہ میں قیام فرمایا۔ دار العلوم کی خدمات اور اُسکی رفتار ترقی سے بہت خوش ہوئے۔ اور دار العلوم کے حق میں چند شعر بھی کہے۔

شوال ۱۳۸۶ھ میں حماہ شام کے ایک جید فاضل شیخ عبداللہ السباعی اور ایک تاجر محمد جمال الدین دار العلوم میں تشریف لائے دفاتر اور درسگاہوں کا معائنہ کیا، اساتذہ سے ملے، علمی مذاکرہ کیا، دار العلوم کی خدمات کی تفصیلات معلوم کیں، بعد نماز مغرب طلبہ سے خطاب کیا، علمائے دار العلوم کی دینی اور علمی خدمات کو سراہا، اور بہت متأثر ہو کر واپس ہوئے۔ وقیع انداز میں معائنہ بھی تحریر فرمایا۔

علی گڈھ اور دیوبند

مولانا سعید احمد صاحب اکبرآبادی کی مساعی سے مسلم یونیورسٹی علی گڈھ میں اکابرِ دار العلوم پر ریسرچ اور تحقیق کا سلسلہ شروع ہو گیا ہے۔ اِس وقت حضرت نانوتوی اور حضرت شیخ الہند پر ریسرچ ہو رہی ہے۔ حضرت نانوتوی پر ریسرچ کرنیوالی طالبہ کو دو سو روپیہ ماہوار یونیورسٹی وظیفہ دے رہی ہے۔ توقع ہے کہ سال ڈیڑھ سال میں یہ مقالہ تیار

ہو جائے گا۔ اس سے پہلے حافظ رضوان احمد صاحب۔ یونیورسٹی کے ایک ہونہار طالب علم حضرت مولانا سید انور شاہ صاحبؒ پر مقالہ لکھ چکے ہیں۔

سکریٹری رابطۂ عالم اسلامی کا خط

دار العلوم دیوبند چونکہ بین الاقوامی تعلیمی ادارہ ہے۔ اسکے اثرات ہند و پاک کے علاوہ دوسرے بیرونی ممالک میں بھی پھیلے ہوئے ہیں اور اسکے فضلاء کم و بیش تمام ممالک میں ہیں اور اس ناطہ سے دار العلوم نے ہمیشہ اپنے حلقہ کی وسعت کی جدوجہد کی ہے۔ اسلئے محترم ۱۳۸۶ھ میں احقر مہتمم جب حج سے واپس ہوا تو سکریٹری رابطۂ عالم اسلامی کے نام دار العلوم کی خدمات اور اُس کے تعارف کے لئے ایک تفصیلی یادداشت روانہ کی۔ جسمیں دار العلوم کی تاسیس۔ مقصدِ تاسیس۔ بانیٔ دار العلوم کا وسیع تعلیمی فکرہ نصاب دار العلوم کی جامعیت۔ دار العلوم کی بحیثیت مکتب فکر مرکزیت وغیرہ ضروری امور لکھے گئے تھے۔ مراسلہ میں حکومتِ سعودی عربیہ کی اُن نوازشات اور عنایتوں کا بھی تذکرہ آگیا تھا جو اس ناکارہ کے ساتھ اس سفر میں مبذول رہیں۔ اس کے جواب میں سکریٹری صاحب موصوف نے بڑی خوشی کا اظہار کیا۔ دار العلوم کے تفصیلی حالات پر مطلع ہو کر بہت مسرور ہوئے اور چونکہ یہ مراسلہ محض تعلیمی اور دینی تعلق سے تھا اسلئے اسکی بقاء و استحکام اور دوام کے لئے دعا کی گئی ہے۔

حوادثِ وفات

سال زیر نظر میں ہند و پاک میں دار العلوم دیوبند کے متعدد قدیم فضلاء اور ہمدردوں کے سانحۂ ارتحال پیش آئے اور دار العلوم کو صدمہ پہونچا۔

مولانا عبد الخالق صاحب ملتانی نہ یہ کہ صرف دار العلوم کے جیّد فاضل تھے بلکہ موصوف نے کئی سال تک دار العلوم کی تدریسی خدمات بھی انجام دیں اور طبقۂ اعلیٰ کے اساتذہ میں کامیاب مدرس رہ چکے تھے۔

مولانا عبد الرحمٰن صاحب کاملپوری سابق صدر مدرس مظاہر علوم سہارنپور ہند و پاک میں مشہور اور مایۂ ناز ہستی تھے جن کی علمی شہرت دور دور تک پھیلی ہوئی تھی۔

مولانا ابو الحسین عبد السّتار ملتانی دار العلوم اور رسالہ دار العلوم کے معاونؒ ہمدرد تھے دیوبند کے لٹریچر اور دیوبند کے علمی اثرات کو پاکستان میں بڑے اچھے انداز سے پھیلاتے تھے۔

حضرت مولانا عبد الحنّان ہزاروی حضرت شاہ صاحبؒ کے ارشد تلامذہ اور دار العلوم کے قدیم فضلاء میں تھے یستمبر ۱۹۶۶ء میں انتقال فرمایا۔ مولانا کے انتقال سے پاکستان میں بہت خلاء محسوس کیا جارہا ہے۔

حاجی اسمٰعیل صاحب مربیّ دار العلوم کے قدیم ہمدرد۔ علمائے دار العلوم سے محبّت و عقیدت رکھنے والے اور دار العلوم کی اعانت کرنے والوں میں مدراس میں یکتا اور عدیم المثال تھے۔ یہ دارِ جدید کا طویل و عریض سلسلہ حاجی صاحب ہی کی مساعی اور کوشش کا نتیجہ ہے۔ احقر نے ۱۳۶۱ھ میں اس مقصد کے لئے مدراس کا سفر کیا تو حاجی صاحب کمر بستہ ہوئے۔ محنت کی۔ سرمایہ دار طبقہ کو اس ضرورت کی طرف متوجہ کیا اور پچاس ہزار روپیہ کے قریب چندہ جمع کیا۔ مدراس میں ایک بہت بڑی بلڈنگ دار العلوم کے لئے

وقف کی۔ اس کے علاوہ بھی برابر دارالعلوم کی امداد و اعانت فرماتے رہے۔

مولانا مفتی محمد شفیع صاحب سرگودھوی بھی دارالعلوم دیوبند کے قدیم فضلاء، خیر خواہوں اور حضرت شاہ صاحبؒ کے ارشد تلامذہ میں سے تھے۔ ہر ممکن طریقہ سے دارالعلوم کی امداد و اعانت فرماتے تھے۔

ان حوادث کے علاوہ حضرت شیخ الہند رح کی صاحبزادی کا سانحۂ ارتحال بھی متوسلین دار العلوم کے لئے عظیم حادثہ ہے۔ حضرت مرحومہ حضرت شیخ الہندؒ کی صاحبزادی اور خود ایک نیک باخدا اور بابرکت بی بی اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی یادگار تھیں۔

حق تعالیٰ ان تمام حضرات کی مغفرت فرمائیں۔ آخرت میں مقامات عالیہ عطا فرمائیں اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائیں۔

کتب خانہ

ترتیب کتبخانہ

۴ سال کی لگاتار کوشش کے نتیجہ میں کتب خانہ کا یہ کام بحمداللہ پایۂ تکمیل تک پہونچ چکا ہے۔ کارڈ سسٹم اور قلمی کتب کا مابقی تعارف بھی مکمل ہوگیا۔ مطبوعہ کتب کا اجمالی تعارف پورے کتب خانہ کی فہرستیں زبان وار الگ الگ مرتب ہوچکی ہیں۔ کارڈ سسٹم کے ماتحت ۹،۴،۷ کتابوں کے کارڈ تحریر کئے گئے۔

عربی زبان کے ۱۷ فنون، فارسی کے ۱۸، اور اردو زبان کے ۶ فنون کی تعارفی فہرست تیار ہوئی۔ ایسی کتب کی تعداد ۱۱۲۸ ہے۔ اس کام میں مولانا ظفیر الدین صاحب اپنے دو اجیرِ معاونین کے ساتھ لگے رہے۔

اس سال حسب معمول تمام وہی کام انجام پاتے رہے جو ہر سال انجام دئے جاتے ہیں ۳۵۴۹ کتب طلبہ و مدرسین و ملازمین میں تقسیم کی گئیں۔ رجسٹروں اور کھتونیوں میں اندراجات کئے گئے ۱،۵ مراسلات کا اندراج ہوا۔ ۱۵۹ اسناد پر رپورٹ کتب خانہ کا اندراج کیا گیا۔ ۵۴۱۳۱ کتابوں کی تجلید کرائی گئی۔ جس پر ۳۰۴۷ روپیہ خرچ ہوا۔ خرید کردہ ۶۸۶ کتابوں کی قیمت پر ۵۴۹۴۱ روپیہ مصارف پر آئے۔ دار المطالعہ میں سال بھر میں ۲۰،۵۸ طلبہ نے کتابوں کا مطالعہ کیا۔ ۸۱۲ کتابیں بطور عطیہ وصول ہوئیں جنمیں ایک اہم کمیاب کتاب مرقاۃ شرح مشکوٰۃ بھی شامل ہے۔ جسکی تین جلدیں پاکستان سے وصول ہوچکی ہیں۔ بقیہ جلدیں طبع ہونے پر داخلِ کتب خانہ ہونگی۔ انشاء اللہ۔

نیز کتاب الزہد والرقائق مؤلفہ محدث شہیر عبداللہ بن المبارک ۴ نسخے بمبئی سے موصول ہوئے۔

رسالہ دعوۃ الحق (عربی)

یہ رسالہ سال میں ۴ مرتبہ شائع ہوتا ہے۔ اس رسالہ کی اشاعت ۳۳۴۴ ہے۔ جسکی تفصیل ۱۳۸۶ھ میں حسب ذیل رہی:۔

خریداری کی صورت میں ۲۷۴۲ - اعزازی ۸۳ - تبادلۂ رسائل کی صورت میں ۷۶ - اس طرح کل ۳۳۴۴ - یہ رسالہ ۵۰۰ کی تعداد میں لیتھو پریس سے شائع کیا جاتا ہے۔ دس بیرونی ممالک عرب وغیر عرب میں یہ رسالہ بھیجا جارہا ہے۔ ۱۳۸۶ھ میں اسکی اشاعت ۱۳۸۵ھ کے مقابلہ میں بقدر ۴۲ زائد رہی۔ ٹائپ پر چھاپنے کی صورت میں اخراجات کی تفصیل مفصل رپورٹ میں درج کردی گئی ہے۔ آئندہ سے اسکی اشاعت ٹائپ پر ہوگی مجلسِ شوریٰ نے اجازت دیدی ہے۔

تعمیرات

سال ۱۳۸۶ھ میں بذریعہ شعبۂ تعمیرات مندرجۂ ذیل کام انجام پائے:۔

دار الاقامہ کے ۸۰ کمروں میں اور تمام درسگاہوں اور بعض دفاتر میں سفیدی کرائی گئی۔ اور ۸۰ کمروں میں ضروری مرمّت بھی کرائی گئی۔ نالیوں اور پائپوں کی بھی مرمّت کی گئی۔ دار العلوم کے مملوکہ نو مکانات کی مرمّت اور سفیدی بھی کرائی گئی۔ پانچ درسگاہوں میں نیا فرش (ٹاٹ) بچھایا گیا۔ اور بقیہ درسگاہوں کے ٹاٹ مرمّت کروائے گئے۔

نئی تعمیرات میں ہال کتب خانہ کی تعمیر۔ اور دو کمرے متصل ہال - جامعہ طبیہ میں غسلخانے اور بیت الخلاء اور بونڈری کی دیوار شامل ہے۔

نیز جنوب مغربی سمت دارِ جدید میں حدودِ دار العلوم کے مطابق بنیادوں کی تعیین اور اُسکی تعمیر قابلِ تذکرہ ہیں۔

زیرِ تعمیر عمارات میں افریقی منزل (حوض والی) کی ایک منزل مکمل ہونے کے قریب ہے۔

مولانا معراج الحق صاحب اکثر و بیشتر بمعیت مولانا عبدالحق صاحب زیر تعمیر عمارت کی نگرانی فرماتے رہتے ہیں لیکن ایک ماہر فن نگران تعمیرات کی کمی محسوس ہوتی ہے نگرانی کے باعث نوعیتِ تعمیرات میں نمایاں فرق محسوس ہونے لگا ہے۔ سامان کی خریداری میں کوشش کی جارہی ہے کہ بہتر سے بہتر مال مہیا کیا جائے۔ اس میں بھی کامیابی ہو رہی ہے۔

اس شعبہ میں مولانا عبدالحق صاحب بلا الاؤنس۔ ایک محرر۔ دو مزدور تنخواہ دار کارگزار ہیں۔ سائبان مسجد اور کمرہ جات متعلقہ جامعۂ طبیہ زیر تجویز ہیں۔

مطبخ

مطبخ دارالعلوم کا بہت مصروف شعبہ ہے۔ اس میں ایک ناظم تین محرر بائیس خدمہ، کل ۲۶ افراد کا عملہ مصروف رہتا ہے۔ تقریباً ایک ہزار طلبہ صبح و شام سال بھر مطبخ سے کھانا لیتے رہے ہیں۔ (رمضان شوال کے دو مہینے اس سے مستثنیٰ ہیں) خشک نان خریدنے والوں کی تعداد کا اوسط بھی ۱۲۵ سے کم نہیں رہا۔ یہ طریقہ مختلف وجوہ سے مطبخ اور مدرسہ کے لئے باعثِ پریشانی ہے۔ تاہم طلبہ کی پریشانی کے پیشِ نظر جاری رکھا ہوا ہے۔

مہمانوں کی آمدورفت کے موقعہ پر مطبخ میں مہمانوں کے شایانِ شان کھانے تیار کرنے کی ذمہ داری بھی اسی شعبہ پر ہے۔ کچھ دوسرے زائد کام مثلاً ملازمینِ مدرسہ میں آرد کی تقسیم، شکر کی تقسیم، سوختہ کی تقسیم، اور اُن کے حسابات کی تیاری بھی اسی شعبہ سے متعلق ہے۔ ضروریاتِ مطبخ از قبیل خریداریٔ اجناس اور اُن کا صرف اور اُن کے حسابات کی تیاری نیز خریداریٔ اجناس کے سلسلہ میں اسفار اسی شعبہ کے کارکن کرتے رہے ہیں۔ مطبخ سے متعلق کوئی غیر معمولی واقعہ امسال طلبہ کے ساتھ پیش نہیں آیا۔

دارالافتاء

دارالافتاء دارالعلوم کا اہم ترین شعبہ ہے۔ جسمیں ایک صدر مفتی۔ دو مفتی۔ دو نائب مفتی اور چار محرر ہیں۔ ایک چپراسی کارگذار ہیں۔ بموجب رپورٹ سال زیر تبصرہ میں ۶۳۴۶ استفتاء وصول ہوئے ان میں سے ۸۰ ایسے تھے کہ جواب کیلئے پتہ تک درج نہ تھا۔ اسلئے اُن کو جوابات نہیں دیئے گئے۔ بقیہ میں سے ۶۱۰۷ کے جوابات سنہ ۱۳۸۶ھ میں روانہ کئے جا چکے ہیں۔ یہ استفتاء مجموعی طور پر ۱۰۷۵۸ سوالات پر مشتمل تھے۔ سوالات کی یہ تعداد سنہ ۱۳۸۵ھ کے سوالات کے مقابلہ میں تقریباً دو ہزار زائد ہے۔

دفتر میں تقریباً دس رجسٹر رہتے ہیں جنکی تکمیل ضروری ہوتی ہے۔

۱۰ طلبہ کا داخلہ مشق فتویٰ نویسی میں ہوا اُن میں سے پانچ امدادی تھے۔

دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ دارالافتاء میں ہر مفتی کے لکھے ہوئے فتووں کو الگ الگ درج کئے جانے کا طریق گذشتہ سال بند کر دیا گیا تھا۔ اسلئے ہر ایک کے کام کی تفصیل پیش نہیں کی جاسکی۔ امسال پھر سابقہ طریقہ الگ الگ اندراج کا جاری کر دیا گیا ہے۔

ترتیب فتاوے

ناقلین فتاوے نے مسائلِ طلاق و نکاح سنہ ۱۳۸۴ھ نصف اور سنہ ۱۳۸۵ھ کامل نقل کئے۔ سنہ ۱۳۸۶ھ کا رجسٹر نقل سے باقی ہے ساتویں جلد زیر ترتیب ہے۔ یہ کتاب تقریباً سات سو صفحات پر مشتمل ہوگی۔ فتاویٰ جلد سادس مرتب ہو چکی ہے کتابت کے مرحلہ سے گذر رہی ہے۔ یہ کتاب مسائلِ زکوٰۃ۔ صوم۔ حج پر مشتمل ہے۔ کتاب حسب معمول ابواب و فصول پر منقسم ہے۔ چھٹی جلد طبع ہو کر جلد شائع ہو جائیگی۔

دار الاقامہ

نظمائے دار الاقامہ کا نیا انتخاب عمل میں لایا گیا۔ مولانا محمد شریف حسن صاحب مدرس درجہ علیا۔ مولانا محمد نصیر احمد خاں صاحب۔ مدرس درجہ وسطیٰ الف مولانا خورشید عالم صاحب مدرس درجہ وسطیٰ ب۔ نظمائے حلقہ جات میں دفتری امور کے لئے مولانا شریف حسن صاحب بالاتفاق منتخب کئے گئے، تینوں نظماء پورے تیقظ اور تندہی کے ساتھ نظم دار الاقامہ میں لگے ہوئے ہیں اور ہر مرحلہ پر ہمہ وقتی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

گذشتہ سال کا سب سے زیادہ افسوسناک حادثہ ١٤ر اکتوبر سنہ ١٩٦٦ء کا واقعہ تھا جس کے اثرات شعبان وذی القعدہ سنہ ١٣٨٦ھ تک رہے لیکن نظمائے دار الاقامہ کے مضبوط مگر نرم طرز عمل کے باعث آہستہ آہستہ کم ہوتے گئے۔ بروقت داخلہ جدید طلبہ کے قیام کا انتظام کر دیا گیا۔ رات دن کے مختلف اوقات میں حسب سابق اجتماعی گشت کئے گئے جس کے اچھے اثرات مرتب ہوئے۔ چند ماہ کی موجودہ کارگذاری سے توقع ہے کہ یہ نظم مقبول رہیگا۔ مجموعی طور سے نظم قابلِ اطمینان ہے۔

دار الاقامہ میں اس وقت ١١١١ طلبہ مقیم ہیں اور شہری حلقہ میں ١٩٠۔ بقیہ طلبہ مقامی ہیں۔ اسلئے اُن کو شامل نہیں کیا گیا۔

شعبۂ ورزش میں ١١٧ داخل ہوئے اور سالانہ امتحان میں شریک ہو کر کامیاب ہوئے۔ اس شعبہ میں تین ناظم ایک محرر، ایک اُستاد ورزش۔ بارہ دربان مصروف عمل ہیں۔ سال سنہ ١٣٨٦ھ میں ٢٩٠ مراسلات ٣٩٠ فارم اور تصدیق نامے اور معمولی نوعیت کے ٣٥ مقدمات اور غیر معمولی نوعیت کا ایک ہنگامہ پیش آیا۔

شعبۂ تنظیم و ترقی

یہ شعبہ توفیرِ مالیات دار العلوم کے لئے قائم کیا گیا ہے۔ اس شعبہ کی رپورٹ کے مطابق نقد آمدنی ساڑھے تین لاکھ روپیہ ہوئی۔ غلّہ اسکیم کے ذریعہ سے جو آمدنی ہوئی وہ بصورتِ جنس ۲۴۸۰۴۲ کلو ہوئی۔

یہ شعبہ ۲۷ مستقل افراد پر مشتمل ہے جسمیں ایک معتمد، چار محرر، تین مبلغ، ۱۹ سفیر شامل ہیں۔ غلّہ اسکیم کے موقعہ پر عارضی طور پر کچھ اجیر بوریاں تقسیم کرنے اور غلّہ کو جمع کرنے اور ایک مقام سے دوسرے مقام پر منتقل کرنے کے لئے حسب ضرورت مقرر کر دیئے جاتے ہیں۔

تنظیم ابنائے قدیم

اس سال شعبہ نے ۵۲۲۱ مراسلات خطوط۔ منی آرڈر فارم۔ وی پی پیکٹ۔ بک پوسٹ رجسٹر روانگی ڈاک پر درج کر کے روانہ کئے۔ اپنے شعبہ کے ماسوا شعبۂ تبلیغ کے انگریزی کام کی خدمت بھی اسی شعبہ کے محررین سے لی گئی۔ محرر تبلیغ کی عدم موجودگی میں اُن کا پورا کام محررینِ شعبۂ ہٰذا نے انجام دیا۔

ایک روپیہ ماہانہ ابنائے قدیم کا چندہ کامیابی سے وصول ہو رہا ہے اور یہ اسکیم رو بہ ترقی ہے۔ اس سال اس ذریعہ سے تین ہزار سات سو اکیانوے روپیہ کی آمدنی ہوئی۔

اس سال کی خاص چیز ایک ہینڈ بل صد سالہ کارگذاری کی تیاری ہے۔

دوسرا اہم کارنامہ انگریزی تاریخ دار العلوم کی تیاری ہے۔ یہ اردو تاریخ مطبوعہ کے طرز پر ہے۔ عنقریب اشاعت پزیر ہو جائیگی۔ تاریخ دار العلوم کی مقبولیت میں اضافہ ہو رہا ہے۔

تبلیغ

دارالافتاء کی طرح یہ شعبہ دارالعلوم سے باہر عوام کے متعلق اور اُن کی اصلاحی دینی خدمات کے لئے قائم ہے۔ اس شعبہ میں ۴ مبلغ کارگذار اور دفتر میں صرف ایک محرر ہیں۔ ناظم کوئی نہیں۔ مولانا عبدالحق صاحب دفتری حد تک بلا الاؤنس نگرانی فرماتے ہیں۔

اس شعبہ کے ذریعہ سے ۱۸۳ مقامات پر ۶۹۱ تقریریں ہوئیں۔ مصارفِ سفر ۲۳۷۴ روپیہ ۳۹ پیسے اور آمدنی ۸ ہزار ۱۱۵۵۱ روپیہ ہوئی اس طرح اس شعبہ کے ذریعہ ۱۸۰۷ روپیہ ۶۹ پیسے خزانۂ دارالعلوم میں داخل ہوئے۔

اوقاف

اس شعبہ میں ایک منصرم ایک محرر مستقل طور پر کارگذار ہیں۔ منصرم صاحب کے آنے کے بعد سے دفتری معاملات میں باضابطگی پیدا ہوچکی ہے اس شعبہ میں امسال آمدنی [illegible] ہوئی اور خرچ [illegible] ہوا۔ اس آمدنی میں وہ آمدنی جو منصرم صاحب کے تقرر کے بعد داخلِ خزانہ ہوئی سوا دوہزار روپیہ تقریباً اور جو آمدنی قائم تو ہوگئی مگر وصول ہونے کی امید ہے وہ بھی تقریباً دوہزار سالانہ ہے۔ اس طرح منصرم صاحب کی کوشش سے تقریباً چارہزار روپیہ سالانہ کی آمدنی کا اوقاف میں اضافہ ہوا۔

متعلقہ محرر نے تمام رجسٹرات اور امسلہ جات کو تقریباً باضابطہ بنالیا ہے۔ منصرم صاحب اُن اوقاف کا پتہ چلانے کی کوشش کررہے ہیں جو ابھی تک مشخص نہیں ہیں۔

دارالصنائع

دارالصنائع میں تین صنعتوں کا انتظام ہے۔ خیاطی۔ اس میں دو معلم و نائب معلم کام کرتے ہیں۔ چرم دوزی۔ اس میں بھی دو معلم ہیں۔ جلد سازی۔ اس میں بھی دو معلم مقرر ہیں۔ ایک محرر، ایک چپراسی اور ایک ناظم کی جگہ منظور شدہ ہے۔ اس شعبہ کے متعلق تجاویز علیحدہ پیش کیجا رہی ہیں۔

تعلیم کے شعبہ میں ۷۴ طلبہ نے داخلہ لیا۔ ان میں سے ۲۵ طلبہ نے نام خارج کرالیا۔ باقی ۴۹ شریک امتحان ہوئے بموجب رپورٹ ۲۹ کامیاب اور ۲۰ ناکام رہے۔

شعبۂ تجلید نے دو ہزار دو سو ۲۵ روپیہ ۵۳ پیسے خرچ کئے اور ۳۲۶۳ روپیہ کی آمدنی حاصل کی۔

شعبۂ خیاطی نے ۶۸ر۵۲ روپیہ خرچ کئے اور ۸۱ر۸۳ روپیہ کی آمدنی حاصل کی۔

شعبۂ چرم دوزی نے ۱۴۰۱ر۵۲ خرچ کئے۔ اور ۱۳۱۷ر۳۴ روپیہ کی آمدنی حاصل کی۔

اس شعبہ میں گذشتہ سالوں کا بقیہ تیار مال خراب ہو جانے کے باعث بذریعہ نیلام فروخت ہوا۔ اس کے باعث اس صیغہ کو ۸۴ر۱۸ روپیہ کا سال حال میں خسارہ رہا۔ مجموعی طور پر آمد و صرف کے فرق کے باوجود ۹۰۴ر۲۳ روپیہ بصورت نفع خزانۂ دارالعلوم میں داخل ہوئے۔

مہمان خانہ

سنہ ۱۳۷۶ھ میں ۳۷۶ مہمان مقیم ہوئے جو دارالعلوم کے معائنہ کے لئے تشریف لائے۔ ان حضرات کی ہر قسم کی راحت رسانی کا انتظام کیا گیا۔ ۳۷۶ مہمانوں میں سے

۲۲۰ کے قیام وطعام کا انتظام منجانب مدرسہ کیا گیا۔ ۱۵۶ مہمانوں کے لئے صرف راحت رساں قیام کا انتظام کیا گیا۔ خورونوش کے وہ خود متکفل رہے۔

خدا کا شکر ہے مہمان خانہ میں اس قدر سامان مہیّا ہو چکا ہے کہ مہمانوں کو کسی موسم میں کوئی تکلیف نہیں ہوتی اور مہمان اچھا اثر لے کر جاتے ہیں۔

مہمان خانہ ہر وقت کھلا رہتا ہے۔ مہمان کسی وقت بھی تشریف لائیں کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔ خود نگراں اور ایک مددگار ہمہ وقت موجود رہتے ہیں۔

شعبۂ صفائی

پورے سال صفائی سے متعلق کوئی خاص شکایت موصول نہیں ہوئی۔ کارکنانِ صفائی ہمہ تن اپنے کارِ مفوضہ میں مصروف ہیں اور پابندی سے روزانہ کی صفائی انجام دیتے ہیں۔

حسبِ معمول ۱۳۸۶ھ میں بھی ہفتہ میں ایک مرتبہ تمام احاطوں کی نالیوں اور بیت الخلاء میں فنائل ڈلوائی جاتی رہی جس کے نتیجہ میں کسی وبائی مرض کا زور نہیں ہو سکا۔

اس وقت شعبۂ صفائی میں سات خاکروب اور دو بہشتی کام پر لگے ہوئے ہیں۔ جو دار العلوم کے وسیع احاطہ کی صفائی کرتے رہتے ہیں۔

شعبۂ برقیات

(۱) دار الحدیث فوقانی میں چار پنکھے آویزاں تھے۔ طلبہ کو ہوا کی کمی کی شکایت تھی۔ چار پنکھوں کی جگہ چھ پنکھے آویزاں کردئے گئے۔

(۲) جامعۂ طبّیہ کی جدید عمارت میں ایک سال قبل بجلی کی فٹنگ مکمل ہو چکی تھی لیکن گورنمنٹ کی طرف سے ضرورت کے مطابق بجلی نہیں مل رہی تھی۔ ۱۳۸۶ھ میں برقیات نے کوشش کرکے بجلی کی منظوری حاصل کرلی۔ اور جامعۂ طبّیہ میں بجلی کا کنکشن مل گیا۔

(۳) جامعہ طبیہ نے ۱۳۸۵ھ میں اپنی ضرورت کے مطابق مجلسِ شوریٰ سے پنکھوں کی اجازت حاصل کرلی تھی۔ ۱۳۸۶ھ میں دوسرے پنکھوں کی خریداری کے ساتھ ساتھ جامعہ طبیہ میں بھی ۸ پنکھے آویزاں کر دیے گئے۔

(۴) درسگاہ مولوی وحید الزماں صاحب و درسگاہ مولانا سعید احمد صاحب گنگوہی اور دفتر رسالہ و مطبخ کے پرانے پنکھوں کی جگہ جو بہت خراب اور ناکارہ ہو چکے تھے نئے پنکھے آویزاں کر دیے گئے۔

(۵) دارالحدیث تحتانی میں صرف پانچ پنکھوں کا اضافہ عمل میں آیا۔ اس وقت دس پنکھے آویزاں ہیں۔ اور جلسہ کے وقت ہوا کے کافی نہ ہونے کی جو شکایت تھی وہ ختم ہوگئی۔

آب رسانی

چونکہ مسجد کا ٹیوب ویل اس درجہ خراب ہو چکا ہے کہ اُس کا دوبارہ بورنگ کرائے بغیر ضرورت کے مطابق آب رسانی متعذر ہے اسلئے ۱۳۸۶ھ میں یہ صورت اختیار کی گئی کہ چمن کے بڑے ٹیوب ویل سے مسجد تک بچھی ہوئی پائپ لائن جو مدت سے بیکار پڑی ہوئی تھی اُس کا کچھ سسٹم بدل کر مسجد کے حوض و ٹنکی وغیرہ میں آب رسانی کا مکمل انتظام کر دیا گیا ہے۔

اس صورت میں مسجد کے ٹیوب ویل کے دوبارہ بورنگ کے مصارف کی بھی بچت ہوگئی اور مسجد کیلئے آب رسانی کا ڈبل سسٹم قائم ہو گیا۔

رسالہ دارالعلوم دیوبند

۱۳۸۶ھ میں رسالہ دارالعلوم کی اشاعت اوسطاً ۱۹۰۰ ماہانہ رہی۔

۱۳۸۶ھ میں مدیر رسالہ نے مضامین اور خریداروں کی فراہمی اور رسالہ کی توسیعِ اشاعت

کے لئے ہند و پاک اور بیرونِ ممالک کے ہمدرد مسلمانوں کو برابر خطوط لکھے ہیں۔

رسالہ میں باہر سے آنے والی کتابوں اور رسالوں پر تُلیجے ہوئے انداز میں تبصرے بھی شائع ہوئے۔

رسالہ کے مصارف اور آمدنی میں اس سال فرق کی ایک بڑی وجہ یہ سامنے آئی کہ نیوز پرنٹ سالِ گزشتہ ۱۳/۱ روپیہ فی رم تھا۔ اس سال کا غذ کا نرخ سرکاری طور پر ۱۷/۸ فی رم قرار پایا۔ اُجرت کتابت وطباعت میں بھی گرانی کی وجہ سے اضافہ کرنا پڑا۔

شعبۂ خوش خطی

۱۳۸۶ھ میں جو طلبہ بذریعہ فارم ہائے داخلہ منجانب تعلیمات بترتیبِ اسباق ایک گھنٹہ یومیہ کے لئے داخل کئے گئے اُن کی تعداد ۴۴۲ تھی۔ مگر اُسکے بعد بہت سے ایسے طلبہ کو جن کا دورانِ سال میں اسباق کے ساتھ ایسا تعارض واقع ہوا کہ اُن کے تمام اوقات پُر ہو چکے تھے بدرجۂ مجبوری اُن کے نام خارج کر دیے گئے۔ اور کچھ طلبہ اس لئے خارج کردیے گئے کہ منجانب تعلیمات اُن کا اخراج عمل میں آچکا تھا۔ اس طرح ختمِ سال تک ۱۹۶ کی ایک خاص تعداد کم ہوگئی۔

اخراج کے بعد امتحانِ سالانہ تک جو تعداد باقی رہی وہ ۲۴۶ تھی۔ منجملہ ان کے ۲۳۴ طلبہ شریکِ امتحان ہوئے۔ ۱۲ طلبہ غیر حاضر رہے۔ ۲۲۸ طلبہ کامیاب اور اور ۶ طلبہ ناکامیاب رہے۔

۱۳۸۶ھ میں شعبۂ کتابت کے درجۂ خاص میں داخل ہونے والے طلبہ کی کل تعداد ۲۸ تھی۔ دورانِ سال میں بوجہ تکمیل یا غیر حاضری ۱۳ طلبہ کا نام خارج کیا گیا اور ۱۳ طلبہ نے امتحانِ سالانہ میں شریک ہوکر کامیابی حاصل کی اور ۲ طلبہ غیر حاضر رہے۔

نظمِ شعبہ حسب معمول باقاعدگی کے ساتھ جاری رہے۔

شعبۂ مطالعۂ علومِ قرآنی

درجہ مطالعۂ علومِ قرآنی جو دارالعلوم کا ایک نیا علمی تحقیقی شعبہ ہے ۱۳۸۶ھ میں اس کا دوسرا سال تھا۔

ربیع الاول میں اس درجہ میں تین لڑکوں کا داخلہ عمل میں آیا۔ اور ان تینوں کو تین عنوان دئے گئے۔ تاکہ مطالعہ اور جستجو کے بعد ایک جاندار عالمانہ مقالہ تیار کریں۔

تفصیل اس کی یہ ہے

اسماء	عنوانات
(۱) مولوی محمد ولی رحمانی مونگیری	قرآن نے دنیا کو کیا دیا
(۲) مولوی محمد ابراہیم گجراتی	قرآنی تعلیمات میں اعتدال
(۳) مولوی احسان اللہ بنگلوری	قرآن تمام آسمانی مذاہب کا مکمّل ہے۔

مذکورہ تینوں طلبہ نے جو اپنے اپنے عنوان پر مواد کی فراہمی میں پوری دلچسپی لی پہلی دو ماہی میں مہتمم اور حضرت علامہ محمد ابراہیم صاحب نے اُن کے کام کا جائزہ لیا۔

پھر تینوں طلبہ اپنے اپنے مسودات کے ساتھ حضرت مولانا مفتی عتیق الرحمن صاحب اور مولانا سعید احمد صاحب اکبر آبادی۔ حضرت مولانا محمد میاں صاحب کی خدمت میں پیش ہوئے۔ ان حضرات نے بھی ان کے کام کو سراہا۔

یہ طلبہ اپنا اپنا مقالہ تیار کرنے میں ہمہ تن مصروف ہیں۔ ان میں سے بعض کے سوالات کا کچھ حصّہ آ بھی گیا ہے۔ اور بعض ضروری امور کی طرف ان کی توجّہ منعطف کی گئی ہے۔ امید ہے کہ اپنا اپنا مقالہ کافی اچھا لکھیں گے۔

۱۳۸۵ھ میں اس درجہ میں ایک طالب علم مولوی ریاست اللہ شیرکوٹی تھے۔

جنہوں نے اپنا مقالہ اسی سنہ ۱۳۸۶ھ میں داخل کیا ہے۔ وہ اپنی مدت ختم کر کے مدینہ یونیورسٹی جا چکے ہیں۔

شعبۂ طب

متعلقہ فرائض :- علاجِ مرضیٰ و تعلیم۔

سنہ ۱۳۸۶ھ میں علاجِ مرضیٰ کے سلسلہ میں حسب ذیل عملہ مصروفِ عمل رہا۔

(۱) حکیم محمد عمر صاحب طبیبِ دار العلوم۔

(۲) حکیم انیس احمد صاحب نائب طبیب ″

(۳) حکیم سید محمد نفیس صاحب معالج عمل جراحی۔

(۴) حکیم شمیم احمد صاحب سعیدی ″ ″ ″

(۵) اشتیاق احمد صاحب مقسمِ ادویہ۔

سنہ ۱۳۸۶ھ حسب تفصیل ذیل ۵۱۱۷ طلبہ زیرِ علاج رہے جن کو ۱۵۳۸۹ تجویز کردہ نسخوں کے مطابق مبلغ ۵۵پ-۲۳۰۲ روپیہ کی دوائیں مفت دی گئیں۔

نام دواخانہ	تعداد مرضیٰ	تعداد نسخہ جات	قیمت ادویہ	
۱- مطب دار العلوم	۶۸۷	۲۳۴۶	۳۵۵ روپیہ - ۵۵ پ	متعین عطار کو نقد قیمت منجانب دار العلوم ادا کی گئی۔
۲- ادویہ تیار کردہ شعبہ	۱۳۰	۳۸۹	۰ — ۵۰ روپیہ	سال گزشتہ کی باقی ماندہ خرید کردہ منجانب دار العلوم۔
۳- ہمدرد دواخانہ دہلی	۳۷۵۰	۱۱۰۰۰	۰ — ۱۸۰۰ روپیہ	امداد بصورت ادویہ۔
۴- ہندسی بی ورکس مئو	۵۰۴	۱۳۴۸	۰ — ۱۰۰ روپیہ ″	″ ″
۵- طبیب و نائب طبیب	۱۰۰	۳۰۶	۰ — ۴۱ روپیہ ″	″ ″
میزان سالتمام	۵۱۱۷	۱۵۳۸۹	۲۳۰۲-۵۵ روپیہ	

اوسط ماہانہ ۲۶۴ مرضی ۱۲۸۲ نسخہ جات

اوسط یومیہ ۱۴ " ۴۳ "

بفضلہ تعالیٰ یہ سال طلبہ کی جسمانی صحت کے اعتبار سے بہت اچھا رہا کسی قسم کے وبائی یا غیر وبائی مرض کا غلبہ نہیں ہو سکا۔

مندرجۂ بالا علاج مرضی کے علاوہ عمل جراحی میں تقریباً ۴۰۰ مریضوں کا علاج متعلق جراحیاتِ صغیرہ امراضِ چشم و گوش و انف واذن و حلق کیا گیا۔

ہر دو مطب میں طلباء کو عملی مشق بھی کرائی جاتی رہی۔

تعلیم طب :-

(۱) حکیم محمد عمر صاحب پرنسپل۔ (۲) حکیم محمد انیس صاحب مدرس۔

(۳) حکیم سید محمد نفیس صاحب مدرس (۴) حکیم عزیز الرحمٰن صاحب "

(۵) حکیم شمیم احمد صاحب سعیدی " (۶) حکیم سیّد ایوب علی صاحب "

شعبہ میں ایک چپراسی خلیل الرحمٰن نامی ہے ۔ ایک مدرس سے تحریر کا کام لیا جارہا ہے۔ اور پرنسپل بذات خود بھی اس خدمت میں مصروف ہیں۔

ماہ شوال ۱۳۸۵ھ میں تعلیمی سال کے آغاز میں بہ تفصیلِ ذیل طلباء داخل کئے گئے تھے۔

نام جماعت درجات	تعداد داخلہ	تعداد خارجہ	تعداد باقیماندہ	نتیجہ امتحان سالانہ کامیاب	ناکام
سال اول	۱۲	۵	۷	۶	۱
سال دوم	۱۲	۱	۱۱	۱۱	۰
سال سوم	۹	۳	۶	۵	۱
سال چہارم	۳	۰	۳	۳	۰
کل	۳۶	۹	۲۷	۲۵	۲

مذکورۂ بالا چاروں جماعتوں کے باقیماندہ ۲۷ طلبہ ۱۳۸۶ھ کے امتحانِ سالانہ

میں شریک ہوئے۔ منجملہ اُن کے دو طلبہ ناکامیاب رہے اور باقی طلبہ نے نمبر کامیابی حاصل کئے۔

سنہ ۱۹۶۴ء و سنہ ۱۹۶۵ء کے فارغ شدہ طلباء کا رجسٹریشن ۳ سال گذر جانے کے بعد بھی نہیں ہو سکا تھا جس سے طلبہ میں بے چینی اور پریشانی تھی۔ خدا کا شکر ہے کہ اب سنہ ۱۹۶۴ء کے سند یافتگان رجسٹرڈ ہو گئے ہیں۔ اور سارٹیفکٹ رجسٹریشن اُن کے پاس پہونچ گئے ہیں۔

سنہ ۱۹۶۵ء کے سند یافتگان کے پاس بورڈ سے فارم درخواست بھی پہونچ گئے ہیں اور دو سال گذر جانے پر انشاء اللہ اُن کا رجسٹریشن بھی ہو جائیگا۔ باقی امور کے لئے راستہ نکل آیا۔ کوشش جاری ہے۔ اور کامیابی متوقع ہے۔

امورِ خارجہ

دفتر امورِ خارجہ نے حسب سابق غیر ملکی طلباء کے پاسپورٹ و ویزا کی دیکھ بھال، اُن کی قانونی کارروائیوں اور اُن سے متعلقہ امور انجام دئے۔ اس کے علاوہ مغربی بنگال، آسام، منی پور، تری پورہ کے طلباء کے تصدیق نامۂ شہریت کی تصدیق وغیرہ کا کام بھی دفتر امورِ خارجہ ہی سے متعلق رہا۔ غیر ملکی طلباء کے علاوہ دیگر طلباء اور دار العلوم سے متعلق ہر معاملہ میں سی۔ آئی۔ ڈی اور حکامِ پولیس کی تحقیق و تفتیش اور ان سے رابطہ کے تمام فرائض دفتر امورِ خارجہ نے انجام دئے۔

اس سال امورِ خارجہ کے رجسٹر میں مندرجۂ ذیل غیر ملکی طلباء کا اندراج ہوا۔

افریقہ ۳۲ ملائشیا ۴۴ برما ۱ نیپال ۵ ۔

غیر ملکی طلباء کے لئے دفتر امورِ خارجہ سے جاری کئے گئے تصدیق ناموں کی تعداد درج ذیل ہے۔

ٹائپ کرا کر دیئے گئے تصدیق نامے بشمول نقل ۱۰۲

مطبوعہ تصدیق نامے ۱۴۱

سال زیر نظر میں طلبائے دار العلوم دیوبند کیلئے جاری کئے گئے کنسیشن فارم کی تعداد ۱۲۳۲ ہے۔

محافظ خانہ

ہمیشہ کے معمول کے مطابق ۱۳۸۶ھ میں شعبہ جات کے رجسٹر داملہ وغیرہ جملہ کاغذات محافظ خانہ میں داخلہ کے لئے موصول ہوئے حسب معمول جانچ پڑتال کے بعد اُن کا اندراج کیا گیا۔

امسلہ، رجسٹروں اور فارموں کی داد و ستد بھی حسب معمول جاری رہی۔ طباعت کا کام بھی محافظ خانہ سے متعلق ہے چنانچہ ۱۳۸۶ھ میں فارم داخلہ طلبہ اور احکام رمضان، احکامِ عید الاضحیٰ اردو اور انگریزی میں پمفلٹ اور پوسٹر کی شکل میں طبع کرائے گئے۔ اُن کی کتابت وتصحیح اور طباعت، اُن کے لئے کاغذ وغیرہ کی خریداری محافظ خانہ ہی کے ذریعہ سے عمل میں آئی۔

دفتر محاسبی

سال ۱۳۸۶ھ اپنے آمد وصرف کے اعتبار سے بقدر آٹھ ہزار کے اپنے مصارف سے آمدنی میں کم رہا۔ اس سال آٹھ ہزار رسیدین پختہ جاری کر کے معطیانِ کرام کے پاس درج رجسٹر کر کے روانہ کی گئی ہیں۔

تنظیم کی تقریباً ۲۵ ہزار رسیدیں رجسٹر میں درج کر کے باخذ دستخط دفتر تنظیم میں روانہ کی گئی ہیں۔

پانچسو طلبہ کو سال میں دو مرتبہ پارچہ ، پاپوش ، لحاف اور وظیفہ تیل ، ہر ماہ تقسیم کیا گیا۔

محاسبی میں چھ محرر اور ایک تحویلدار اور ایک ناظم محاسبیؔ ایک چپراسی کا عملہ مصروفِ کار ہے۔

ڈھائی ہزار حسابات جملہ دفاتر جانچ و تنقید اور بحث مباحثہ کے بعد دفتر اہتمام کو بغرضِ منظوری روانہ کئے گئے۔

دَارُ التَّربیت

داخل شدہ طلبہ کی شبانہ روز ہمدردانہ نگرانی اور اُن کی ضروریات کی فراہمی حسب معمول جاری رہی۔

گاہ بگاہ سبق کا سُننا، نماز کی تاکید کرتے رہنا، اچھے کاموں کی ترغیب دینا نماز کے وقت خوابیدہ کو جگانا پابندی کے ساتھ جاری رہا۔

رپورٹ تعلیمات بابت سنہ ۱۳۸۶ھ

اس سال ۱۵۹۰ طلبہ داخل ہوئے۔ ان میں سے ۱۴۱۸ طلبہ شریکِ امتحان ہوئے۔

درجہ وار تعداد حسب ذیل ہے :۔

درجہ عربی	درجہ فارسی	درجہ حفظ	درجہ اردو دینیات	درجہ تجوید خاص	میزان
۱۰۸۲	٦٦	۹۹	۱۱۵	۵٦	۱۴۱۸

درجہ عربی کے امتحان سالانہ میں ۱۰۸۲ طلبہ شریک ہوئے جن میں سے ۸٦٦ کامیاب ۱۹٦ ناکام ۲۰ غیر حاضر رہے۔

درجہ عربی کے ۱۰۸۲ طلبہ میں سے ۳۰۵ طلبہ دورۂ حدیث کے امتحان سالانہ میں شریک ہوئے جن میں سے ۲۸۸ کامیاب ۱۴ ناکام ۳ غیر حاضر رہے۔

دورۂ تفسیر میں ۱۸ طلبہ شریکِ امتحان ہوئے ۱۵ کامیاب ۳ ناکام رہے۔

دورۂ حدیث کے امتحان میں مولوی محمد ساجد شاہ آبادی ۵۷ اول درجہ میں کامیاب ہوئے ۵۰۰ نمبر مقررہ میں سے ۴۸۴ نمبر حاصل کئے۔

دوسرے نمبر پر مولوی مشتاق احمد چمپارنی ۳۹۴ اور مولوی عبد الستار بھروچی ۴۰ کامیاب ہوئے۔ انہوں نے ۴۳۵ نمبر حاصل کئے۔

تیسرے نمبر پر مولوی وکیل احمد فیض آبادی ۴۷ اور مولوی یوسف خاں میرٹھی ۱۴۱ کامیاب ہوئے انہوں نے ۴۳۱ نمبر حاصل کئے۔

درجہ فارسی میں ٦٦ طلبہ شریکِ امتحان ہوئے ۴۱ طلبہ کامیاب ۲۳ ناکام ۲ غیر حاضر رہے ان میں سے ٦ طلبہ تکمیلِ فارسی میں تھے ۴ کامیاب ہوئے۔

درجہ حفظ میں ۹۹ طلبہ شریکِ امتحان ہوئے ۹٦ کامیاب ۲ غیر حاضر ۱ ناکام ہوئے

۱۴ طلبہ نے حفظ کی تکمیل کی۔

درجہ اردو دینیات میں ۱۱۵ طلبہ شریک امتحان ہوئے ۸۳ طلبہ کامیاب ۱۱ ناکام ۲۱ غیر حاضر رہے ۱۰ طلبہ نے اس درجہ سے فراغت حاصل کی۔

درجہ تجوید خاص میں ۵۶ طلبہ شریک امتحان ہوئے سب کامیاب ہوئے۔ ۲۵ طلبہ نے حفص اردو سے فراغت حاصل کی اور ۱۲ نے حفص عربی سے۔

درجہ تجوید عام میں درجہ عربی کے ۳۵۴ طلبہ شریک امتحان ہوئے ۳۳۵ کامیاب ۵ ناکام ۱۴ غیر حاضر رہے۔

درجہ خوش خطی میں درجہ عربی کے ۲۴۶ طلبہ شریک امتحان ہوئے ۲۲۹ کامیاب ۵ ناکام ۱۲ غیر حاضر رہے۔

نتیجہ:۔ مجموعی اعتبار سے ۸۱ فیصدی کامیاب رہا۔

نقشہ اجمالی آمد و صرف دار العلوم دیوبند بابت ۱۳۸۶ھ

نمبر شمار	مدات	آمد (پیسے)	آمد (روپیہ)	صرف (پیسے)	صرف (روپیہ)
۱	عطیات	۰	۳۱۳۲۱۱	۴۷	۵۰۳۱۶۵
۲	زکوٰۃ	۱۶	۴۰۸۱۸۶	۹۰	۱۹۹۵۳۱
۳	صدقات	۶۶	۱۳۷۶۸۰	۳۱	۸۵۰۴۶
۴	تعمیرات	۶۰	۲۶۹۸۲	۳۶	۶۶۰۴۱
۵	خریداری و تجلید کتب	۰	۴۰۰۵	۶۵	۱۰۲۸۸
۶	تبلیغ	۱۰	۴۳۶۶	۹۴	۱۶۷۳۲
۷	صنعت وحرفت	۶	۴۲۳۰	۷۷	۱۵۷۴۲
۸	رسالہ "دار العلوم"	۴	۸۷۱۸	۵	۱۵۵۷۳
۹	رسالہ "دعوۃ الحق" (عربی)	۸۲	۶۴۰	۳۸	۳۴۷۳
	میزان کل	۳۳	۹۰۷۰۲۱	۸۳	۹۱۵۵۳۵

۱۴ر اکتوبر ۱۹۶۶ء کے ہنگامہ کے سلسلہ میں مجلس شوریٰ شعبان ۱۳۸۶ھ کا فیصلہ

۲۳ر شعبان ۱۳۸۶ھ کو دار العلوم کی مجلس شوریٰ کا ششماہی اجلاس منعقد ہوا جس میں ایک بزرگ کے سوا جو اپنی علالت کی وجہ سے شریک نہیں ہو سکے بقیہ تمام اراکین نے جلسہ میں شرکت فرمائی۔ مجلس کے ایجنڈا میں اہم ترین موضوع حالیہ افسوسناک ہنگامہ تھا۔ جو ۱۴۔ ۱۵ر اکتوبر ۱۹۶۶ء کو شہر اور دار العلوم میں پیش آیا۔ مجلس کا زیادہ وقت اسی ہنگامہ کے سلسلہ میں تحقیق و تفتیش اور بحث و جو میں صرف ہوا۔

چونکہ یہ ہنگامہ دار العلوم کی شاندار روایات اور اُس کے روایتی ذوق کے خلاف اور اُن پر ایک کاری ضرب تھا، اس لئے مجلس نے اسے شدت سے محسوس کرتے ہوئے اس کے بارے میں اپنی مفصّل تجویز مرتّب کی جو ذیل میں بلفظہٖ دی جارہی ہے۔ اُمید ہے کہ بہی خواہانِ دار العلوم کو اس ہنگامہ سے جو بے چینی اور تشویش لاحق ہوئی اور اُنہوں نے خطوط اور تاروں کے ذریعہ اُس کا اظہار فرمایا، اُنہیں مجلسِ شوریٰ کی اس تجویز سے اطمینان ہو جائیگا۔ اور وہ بدستور اپنے اس علمی مرکزی اور دینی ادارہ کی خدمت میں سرگرم عمل اور اعانت میں گرمجوشی کے ساتھ حصّہ لیتے رہیں گے۔

محمّد طیّب غفرلہٗ

مہتمم دار العلوم دیوبند

۶ر رمضان ۱۳۸۶ھ

تجویز

ایجنڈے کی دفعہ ۳ کے متعلق مجلسِ شوریٰ کے سامنے حضرت مہتمم صاحب کی مفصّل رپورٹ پیش ہوئی۔ مختلف وفود نے اپنی یادداشتوں کے ساتھ زبانی بیانات بھی دیے۔ نیز مولانا مفتی عتیق الرحمٰن صاحب اور مولانا محمد منظور صاحب نعمانی کی وہ تحریریں بھی سُنیں جو اِن دونوں حضرات نے حضرت مہتمم صاحب کی فرمائش پر لکھی ہیں۔ اور اُن میں اپنی آپ بیتی بیان کی ہے۔ اِن تمام چیزوں سے اُن افسوسناک واقعات کا علم ہوا جو ۱۴ر اکتوبر سے ۱۸ر اکتوبر تک قصبہ دیوبند اور دارالعلوم میں پیش آئے۔ مجلسِ شوریٰ نے تمام حالات کے تفصیلی جائزہ اور اُس پر غور و بحث کے بعد حسب ذیل نتائج پر پہونچی:—

(الف) دارالعلوم دیوبند خالص تعلیمی و تربیتی ادارہ ہے جس کا وظیفۂ عمل ہر قسم کی عملی اور اختلافی سیاسیات اور جماعتی کشمکش سے علیٰحدہ رہنا اور اِس قسم کے خارجی اثرات سے اپنے کو محفوظ رکھکر اپنے اکابر اور اسلاف کے طرز پر طلبہ کو تعلیم و تربیت دینا ہے۔ تمام مدرسین و منتظمین، طلبہ اور ملازمینِ دارالعلوم دیوبند کا اہم اور اوّلین فریضہ ہے کہ وہ ادارہ کے مذکورۂ بالا مقاصد کو ہمہ وقت پیشِ نظر رکھیں اور اپنی زندگی کو اسی مقصد کے تحت ڈھالیں اور کوئی قدم بھی اس کے خلاف نہ اُٹھائیں۔

(ب) شوریٰ نے اس امر واقعہ کو اطمینان کے ساتھ نوٹ کیا کہ اس پورے ہنگامہ میں طلبہ کی معتد بہ تعداد نے عملاً کوئی حِصّہ نہیں لیا اور شریک ہونے والے طلبہ میں بڑی تعداد وہ تھی جو غلط اور مبالغہ آمیز خبروں کی بنا پر مشتعل ہوئی اور وقتی طور پر جذبات کی رَو میں شریکِ ہنگامہ بنی۔ اسکے باوجود چار دنوں کے اس پورے ہنگامہ میں طلبہ کے ایک گروہ نے ایسا کردار ادا کیا جس نے دارالعلوم کی علمی، دینی روایات اور عظمت و وقار کو بے حد نقصان پہونچایا۔ اور خاصکر چند معزز مہمانوں کی

موجودگی میں طلبہ نے جو کچھ کیا، اور اُس سے مہمانوں نے جو بے اطمینانی اور اذیت محسوس کی، نیز تعلیمی مقاطعہ، دفاتر کی جبری بندش، اساتذہ اور منتظمین دارالعلوم کی نافرمانی کے جو واقعات پیش آئے وہ نہ صرف یہ کہ اُن کی شان اور اُن کے منصب کے خلاف تھے بلکہ حد درجہ تکلیف دہ اور لائقِ نفرت تھے۔ بالخصوص اپنے دو اکابر مولانا مفتی عتیق الرحمٰن صاحب عثمانی اور مولانا محمد منظور صاحب نعمانی جو دارالعلوم کی مجلسِ شوریٰ کے معزز رکن بھی ہیں، اور ان میں بھی خاصکر حضرت مفتی صاحب کے ساتھ جسمانی اور روحانی اذیت رسانی کا جو سلوک کیا گیا، وہ انتہائی تکلیف دہ ہونے کے ساتھ حد درجہ مذموم اور لائقِ شرم ہے۔ اور اس ناروا حرکت نے اُن طلبہ کو جو اس میں آلودہ ہیں اخلاقی گراوٹ کی آخری منزل پر پہونچا دیا ہے۔

شوریٰ معزز ارکان کی توہین و اذیت کو اپنی توہین و اذیت محسوس کرتی ہے اور ضروری سمجھتی ہے کہ اُن طلبہ کو جنہوں نے ارکانِ شوریٰ کو اذیت پہونچائی ہے قرار واقعی سزا دیجائے۔ اور حضرت مہتمم صاحب اور حضرت صدر المدرسین مدظلہما کو اختیار دیتی ہے کہ پوری تحقیق کے بعد مناسب تادیبی کارروائی کریں۔

(ج) باقی وہ طلبہ جو غلط خبروں سے مشتعل ہو کر ایک بحرانی کیفیت میں یہ غلطی کر بیٹھے شوریٰ اُن کے لئے اتنا کافی سمجھتی ہے کہ وہ آنے والے سال کی تعلیم شروع ہونے سے پہلے تحریری اظہارِ افسوس و ندامت کریں اور آئندہ کے لئے اس طرح کی غلط روی سے اجتناب کا اطمینان دلائیں۔

(د) مجلسِ شوریٰ کو اس کا علم ہوا کہ ۱۴ اکتوبر کو جلسۂ مشاورت کے موقع پر کچھ لوگوں کو چوٹیں آئیں اور زخمی ہوئے۔ شوریٰ تمام مجروحین کے ساتھ اپنی ہمدردی کا اظہار کرتی ہے۔ اور کسی طرف سے بھی ہونے والی ایسی حرکتوں کو جن سے لوگ مجروح ہوئے حقارت اور نفرت کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ بالخصوص مجلسِ شوریٰ کو اس امر

واقعہ سے غیر معمولی صدمہ پہونچا کہ اس ہنگامہ میں کچھ طلبہ بھی مجروح ہوئے۔ اور اُن میں سے چند کو ہسپتال پہونچانا پڑا۔ شوریٰ طلبہ کو اپنا عزیز تصور کرتی ہے۔ اور اُن کی تکلیف کو اپنی تکلیف سمجھتی ہے اور اپنی دلی ہمدردی کی یقین دہانی کے ساتھ طلبہ سے اپیل کرتی ہے کہ وہ مستقبل میں ہنگامی مواقع سے مکمل اجتناب کریں۔

(ھ) رپورٹوں اور بیانات سے یہ بات بھی سامنے آئی کہ اس ہنگامہ میں بواسطہ یا بلا واسطہ بعض مدرسین وملازمینِ دار العلوم بھی شریک ہوئے۔ مجلسِ شوریٰ نے حسب ذیل حضرات پر مشتمل سہ نفری کمیٹی بنائی ہے جو مدرسین وملازمین کی ہنگامہ میں شرکت و عدم شرکت کی پوری تحقیق کرے۔ اگر کمیٹی کسی کی شرکت پر مطمئن ہوجائے تو اُسے حضرت مہتمم صاحب شوریٰ کے آئندہ اجلاس تک کے لئے معطل فرمادیں اور پھر مجلسِ شوریٰ کمیٹی کی رپورٹ کی روشنی میں اُسے قرار واقعی سزا دے۔

(و) مجلسِ شوریٰ مستقبل میں اس طرح کے ہنگاموں کو ختم کرنے کے لئے یہ بھی ضروری سمجھتی ہے کہ طلبہ کا کسی مسئلہ کو اجتماعی رنگ دیکر تحریک کی شکل میں اُٹھانا، شلاً تعلیمی مقاطعہ کرنا، دفاتر کو بند کرانا، یا اس قسم کی کوئی دوسری کارروائی قانوناً ممنوع قرار دیجائے۔ لہٰذا مجلسِ شوریٰ اسٹرائک وغیرہ کو ممنوع قرار دیتی ہے جس کے مرتکب کو اخراج تک کی سزا دی جاسکتی ہے۔

(ز) مجلسِ شوریٰ کو تحقیق کے بعد یہ معلوم کرکے اطمینان ہوا کہ دار العلوم کے لاؤڈ اسپیکر کے شہری جلسہ میں ناجائز استعمال کے بارے میں بعض ملازمینِ دار العلوم پر جو الزام تھا وہ تحقیق کے بعد بالکل غلط ثابت ہوا۔

ارکانِ کمیٹی

مولانا سعید احمد صاحب اکبر آبادی۔ مولانا فضل اللہ صاحب۔ مولانا مرغوب الرحمٰن صاحب

مجلسِ شوریٰ صفر ۱۳۸۷ھ کی تجویز

مجلسِ شوریٰ دار العلوم دیوبند کا ششماہی اجلاس حسبِ معمول صفر ۱۳۸۷ھ میں منعقد ہوا۔ دفتر کی طرف سے ۱۳۸۶ھ کی شعبہ جاتی رپورٹ اور سنوی حالات سامنے لائے گئے جن میں اہم ترین حادثہ ہنگامۂ اسٹرائک رجب ۱۳۸۶ھ تھا۔ اس کے آثار ونتائج جو کچھ نمایاں ہوئے، پھر جس انداز سے بعض مخصوص اخبارات نے اُنھیں نمایاں کیا، اور دار العلوم کے خلاف ہر قسم کے رطب ویابس امور کی اشاعت کی، جس سے یہ تأثر ملتا ہے کہ دار العلوم میں انتشار بدستور قائم ہے، یہ تمام امور مجلس کے سامنے آئے۔

ساتھ ہی دفترِ اہتمام نے حسبِ سابق وقت کے مناسب کچھ انتظامی تغیّرات اور بعض اصلاح طلب امور کی طرف توجہ دلائی تاکہ جو شکوک بے بنیاد ہیں اُن کا دلوں سے ازالہ ہو جائے۔ اور اگر کوئی امر قابلِ اصلاح وتغیّر سامنے آئے تو اُسکی اصلاح ہو جائے۔

مجلس نے ان تمام احوال وکیفیات کا گہری نظر سے مطالعہ کر کے جو جامع تجویز مرتّب کی ہے، مناسب سمجھا گیا کہ اُسے منظرِ عام پر لے آیا جائے۔ یہ تجویز بلفظہٖ درجِ ذیل ہے:۔

محمّد طیّب غفرلہٗ مہتمم دار العلوم دیوبند

تجویز

اہتمام کی طرف سے شعبہ ہائے انتظامی کی سالانہ رپورٹ پیش ہوئی۔ حضرت مہتمم صاحب مدظلہٗ نے رپورٹ میں دار العلوم کے اندر پیش آنے والے بعض حالیہ ناخوشگوار واقعات اور اُن سے پیدا ہونے والے اُن نتائج کا بھی تذکرہ کیا ہے جو دار العلوم کے اندر اور دار العلوم سے باہر مُلک میں رونما ہوئے ہیں۔

مجلسِ شوریٰ نے اِن ناخوشگوار واقعات سے اندر و باہر پیدا ہونے والے اثرات کا اچھی طرح جائزہ لیا۔ مجلس پورے وثوق اور یقین کے ساتھ اعلان کرتی ہے کہ دارالعلوم جیسے پھیلے ہوئے اور وسیع نظام میں کبھی کبھی اور کہیں کہیں نقائص اور کمزوریوں کا پیدا ہونا قطعاً ممکن ہے۔ اور دار العلوم کی تاریخ اور مجلسِ شوریٰ کی سابقہ کارروائیاں بتلاتی ہیں کہ جب بھی نظامِ دارالعلوم میں اصلاح کی ضرورت محسوس کی گئی، شوریٰ نے فوراً اُسکی طرف توجّہ کی اور کبھی بھی اُسے نظر انداز کرنا گوارا نہ کیا۔ اور آج بھی شوریٰ کمزوریوں کے اعتراف اور نقائص کی اصلاح کے لئے ہمہ وقت تیار ہے۔ لیکن شوریٰ اس کا بھی یقین رکھتی ہے کہ دارالعلوم میں پیدا ہونے والے حالیہ ناخوشگوار واقعہ کے بعد ملک میں دارالعلوم کے معاملات کا جس انداز سے پروپیگنڈہ زبانی اور اخبارات کے ذریعہ کیا جارہا ہے اسے دارالعلوم کے ساتھ اخلاص و محبّت پر کسی طرح محمول نہیں کیا جاسکتا۔

وہ تمام حضرات جنہیں دارالعلوم کے ساتھ اخلاص ہے، اور وہ اس عظیم عالمی ادارہ کو نہ صرف باقی رکھنا بلکہ مستحکم کرنا چاہتے ہیں، اُن کا فریضہ ہے کہ اس مکروہ اور بے محل پروپیگنڈہ کو بند کرائیں اور دارالعلوم کی واقعی کمزوریوں کو دارالعلوم کے ذمّہ داروں کے سامنے رکھیں۔

مجلسِ شوریٰ نے ہمیشہ دارالعلوم کے معاملات کی اصلاح کی طرف توجّہ کی ہے اور آج بھی وہ ضرورت محسوس کرتی ہے کہ دارالعلوم کے نظام پر بغرضِ اصلاح و استحکام ایک نظر ڈالی جائے۔ لہٰذا مجلس، مذکورۂ بالا مقاصد کی تکمیل کے لئے حسب ذیل حضرات پر مشتمل سہ نفری سب کمیٹی مقرر کرتی ہے اور اُسے ہدایت کرتی ہے کہ جلد تر دارالعلوم کے پورے نظام اور اُسکے تمام شعبوں کا تفصیلی جائزہ لے اور ہر ایک شعبہ کے متعلق تفصیلی رپورٹ اور متعین سفارشات پیش کرے۔

مجلسِ شوریٰ کمیٹی کی سفارشات پر پوری ہمدردی و اعتماد کے ساتھ غور کریگی اور پوری سعی کریگی کہ کمیٹی کی سفارشات کے ذریعہ نظامِ دارالعلوم کی اصلاح کے خوشگوار اور اہم فریضہ کو انجام دے۔

ارکانِ کمیٹی:۔ حضرت مولانا محمد میاں صاحب۔ حضرت مولانا منت اللہ صاحب۔ حضرت مولانا مرغوب الرحمٰن صاحب۔

معائنہ جات

۳۰ ذی قعدہ ۱۳۸۶ھ کو افسرانِ ضلع سہارنپور کے دئے ہوئے ایک پروگرام سے معلوم ہوا کہ حکومت آندھرا پردیش کا لسانی کمیشن جناب ڈاکٹر بی رام کرشنا راؤ سابق گورنر یو پی کی سرکردگی میں مختلف ریاستوں کا دورہ کرتے ہوئے ۱۴ مارچ ۱۹۶۷ء کو دارالعلوم میں پہونچیگا اور ہندوستان کی مستند زبانوں کی ترقی کے سلسلہ میں تبادلۂ خیال کریگا۔ اس اطلاع پر دارالعلوم میں استقبال اور قیام کے انتظامات کئے گئے۔ لیکن جب وفد پہونچا تو معلوم ہوا کہ ڈاکٹر صاحب عین وقت پر علیل ہو جانے کی وجہ سے تشریف نہیں لائے۔ وفد کے دوسرے ارکان سے موضوع پر گفتگو ہوئی۔ دارالعلوم کے مقاصد، اس کے بانی کے حالات، پس منظر، طریقِ تعلیم اور اُردو زبان کی خدمات پر تبادلۂ خیالات سے وفد بہت متاثر ہوا۔ اور ذیل کا معائنہ لکھا:-

معائنہ کلاسیکل لینگویج ڈیولپمنٹ کمیٹی آندھرا پردیش حیدر آباد

ہم کمیٹی کے ممبر ادارہ کے طریقۂ تعلیم اور انتظام سے بہت زیادہ خوش ہوئے جو کہ ملک میں یکتا ہے منتظمین اور اساتذہ بہت زیادہ محنت اور محبت سے کام کرتے ہیں۔ ہم ادارہ کے بانیوں اور منتظمین کو

مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

دستخط

کے لکشمن شاستری ۱۴/۳/۶۷ء
ممبر کلاسیکل لینگویج ڈیولپمنٹ کمیٹی اے پی

معائنہ عالیجناب اندر سنگھ صاحب ضلع جج سہارنپور

مجھے آج دار العلوم میں آنے سے دلی خوشی و مسرت حاصل ہوئی۔ مذہب کے لئے جو کام یہ ادارہ کر رہا ہے وہ قابلِ تعریف ہے اتنا کہ اس کا بیان الفاظ نہیں کر سکتے۔ میری دعا یہ ہے کہ ہمیشہ اس ادارہ کو ترقی ہوتی رہے۔ ہر مذہب کا کہنا ہے کہ اللہ ایک ہے۔ اسلام میں تو یہ بنیادی عقیدہ ہے۔

دستخط

اندر سنگھ ضلع جج ۱۸/۳/۶۷ء — سول اینڈ سیشن جج سہارنپور

دار العلوم دیوبند کی نگرانی میں ترتیب شدہ

مکمل و مدلل

فتاویٰ دار العلوم

دیوبند

عالمِ ربانی مفتیٔ اعظم حضرت مولانا عزیز الرحمٰن صاحب عثمانی قدس سرہٗ

مرتبہٗ

مولانا محمد ظفیر الدین صاحب مرتبِ فتاویٰ دار العلوم دیوبند

یہ فتاویٰ کئی جلدوں میں شائع کئے جا رہے ہیں جو حضرت مفتی صاحبؒ نے سنہ ۱۳۲۹ھ تا سنہ ۱۳۴۶ھ کے دوران میں تحریر فرمائے ہیں۔ اِن فتاویٰ میں ہر مسئلہ پر مستند کتب کے حوالہ جات مع صفحات فصول و ابواب درج ہیں۔ مختصر جملوں کی تشریح، دورِ حاضر میں مسائل کی بدلی ہوئی نوعیت کے مطابق رہنمائی، زبان و اسلوبِ بیان علماء اور عوام دونوں کے لئے قابلِ قبول ہیں۔

ہند و پاک کی عوامی پنچایتوں اور عدالتوں میں، نیز دیگر اسلامی ممالک میں دار العلوم دیوبند کے فتاویٰ اہم اور فیصلہ کُن تسلیم کئے جاتے ہیں۔ تبویبِ مسائل میں فقہی ترتیب کا لحاظ رکھا گیا ہے۔

قیمت جلد اول ۶ جلد دوم ۵/۲ جلد سوم ۵ جلد چہارم ۶ جلد پنجم ۶ مجموعی قیمت ۲۵ علاوہ محصول ڈاک۔ جلد ششم زیر طبع۔ ملنے کا پتہ:۔ **نشر و اشاعت دار العلوم دیوبند (یوپی)**

مندرجات